حضرت امام جعفر صادقؑ

کفر کے ثقافتی حملوں کے خلاف حق و دیانت کے فکری محاذ کے عظیم سالار

عماد العلماء علامہ سید محمد رضی صاحب قبلہ مجتہد

یہ سنت الٰہیہ اور طریقۂ خداوندی ہے کہ جب کبھی انسانی افق پر فتنہ وفساد اور باطل پرستی کے بادل چھا جاتے ہیں، گمراہی اور ظلم واستبداد کی آندھیاں چلنے لگتی ہیں، بدی نیکیوں کے خلاف صف آرائی شروع کردیتی ہے اور شعورِ انسانی کی پسپائی کا خوف پیدا ہوجاتا ہے تو ایسی ہستیاں ظاہر ہوتی رہتی ہیں جو باطل کے تباہ کن طوفانوں کا مقابلہ کرسکیں اور حق ودیانت کے پرچم کو اونچا کریں، دکھی دنیا کی مدد کریں اور گمراہی وباطل نوازی کی تاریکی کو دور کرکے عدل وانصاف اور حقیقت شعاری کے چراغ کی لَو تیز تر کردیں۔ ایسی مصلح ہستیاں ہمیشہ اللہ نے بھیجی ہیں جنھوں نے اپنے روشن کردار، مثالی سیرت اور کوہ شکن عزم وہمت سے نسل انسانی کی نصرت وحمایت کی ہے۔

حضرت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات طیبہ بھی اسی طریقۂ الٰہیہ کا ایک عظیم ترین شاہکار تھا۔ اس وقت جب دنیا ظلم وجور اور وحشت وبربریت سے بھر گئی تھی، انسانی شعور اور بشری صلاحیت مفلوج اور بے بس بن چکی تھی، نسل آدمؑ حشرات الارض سے زیادہ بے حیثیت تھی۔ جب کرۂ زمین کو ناانصافی اور ابلیسیّت کی گھنگھور گھٹائیں گھیرے ہوئے تھیں عین اسی وقت مکہ میں اصلاح انسانی اور ہدایت ربّانی کا سورج طالع ہوا، جس نے بشریت کے مزاج میں نئی روح پھونک کر ذہن انسانی کو زندگی کے ایک نئے موڑ پر کھڑا کردیا اور ایک جدید تخیّل، نئی فکر، سوچنے اور سمجھنے کا ایک انوکھا طرز اور طریقہ تعلیم دیا۔ وہ انسان جو بے بسی اور غلامی کے گہرے غاروں میں پڑا ہوا سسک رہا تھا اب وہ اپنی قدر وقیمت کو محسوس کرنے لگا، جو پتھر کے حقیر ٹکڑوں اور کم حیثیت جانوروں کے سامنے سجدے کررہا تھا اس کا سر فخر کے ساتھ اونچا ہوگیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی کچھ ایسے ہی دور میں پیدا ہوئے تھے۔ خدا پرستی اور حق ودیانت کی شمعیں بجھ رہی تھیں اور اتباعِ شریعت محمدیؐ کے جذبات ٹھنڈے پڑ گئے تھے، جزیرہ نمائے عرب کے چپہ چپہ پر فتنہ وفساد اور جنگ کے بادل گرج رہے تھے ملوکیت کی قربان گاہ پر دیانت کو بھینٹ چڑھایا جارہا تھا۔ انسانی تاریخ کے اس اہم ترین موڑ پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

آپ اسلام کی اُن عظیم ترین اور سرمایۂ فخر وناز ہستیوں میں ایک ممتاز مقام اور بلند حیثیت کے مالک تھے جنھوں نے اپنی ساری زندگی انسانی فلاح واصلاح کے پاک مقصد کے لئے وقف کررکھی تھی۔ آپ کی سیرت اسلامی کردار کی روشن تصویر تھی اور آپ ہمیشہ وہی چاہتے اور کرتے

تھے جو اسلام کا مقصد تھا اپنی پوری زندگی میں آپ نے ایک لمحہ کے لئے بھی ان ذمہ داریوں اور تقاضوں سے اپنا قدم نہ ہٹنے دیا جو انفرای، خاندانی اور عوامی زندگی کی طرف سے آپ کی ذات پر عائد ہو سکتے تھے۔ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے خطبوں، مقالات، ارشادات اور سیرت و عمل سے اسلام کی اس روح کو اجاگر کر دیا جو پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حیات طیبہ کا سب سے بڑا مقصد تھا اور اس طرح انسانی شعور وادراک میں ایک عظیم تر تعمیری انقلاب کا باعث بن گئے۔

آپ نے فکر انسانی کے دھارے کو حقیقت پسندی کی طرف موڑ دیا اور اس کے لئے جدید راہیں پیدا کر دیں۔ آپ کی سیرت پاک کی قدریں ذہن جدید وقدیم کے بہترین تقاضوں اور اقدار کو پورا کرتی ہیں۔ آپ کی وسعت علمی، بلندی کردار، عبادت وتقویٰ، صبر واستقلال اور حسن اخلاق کی زرّین مثالوں نے انسان کے طرز فکر کے لئے ایک نیا ماحول خلق کر دیا۔ آپ کی ہمیشہ یہ کوشش رہی کہ انسانی ضمیر میں خدا کا خوف اس طرح پیدا ہو جائے کہ اس کو کسی بیرونی نگرانی کی ضرورت باقی نہ رہے، اور اس احساس فرض میں خود ہی اتنی قوت آجائے کہ وہ ہوس پرستیوں اور خودغرضانہ جذبات پر پہرے لگا سکے آپ کی کوشش یہ تھی کہ بغیر کسی دنیاوی اور مادی دباؤ اور ظاہری نگرانی کے ہر شخص قانون خداوندی کے احترام کا عادی ہو جائے اور اس میں فرض شناسی کا وہ جذبہ پیدا ہو جائے جو کسی طاقت سے بھی دبایا نہ جا سکے۔

اسلام جس اخوت و یگانگت اور کردار کی برتری کا پیغام لے کر آیا تھا حضرت امام جعفر صادقؑ نے عملی طور پر اس کو خود اپنی سیرت سے اچھی طرح واضح کر دیا اور یہ بتا دیا کہ حقیقی سربلندی اور عزت صرف اسی انسان کا حق ہے جو کردار کے لحاظ سے برتری رکھتا ہو خواہ وہ کسی نسل سے ہو یا کسی خطۂ زمین کا رہنے والا ہو۔ آپ بالکل ایک عام آدمی کی طرح زندگی بسر کرنے کے عادی تھے۔ دھوپ کی شدت میں پسینہ میں شرابور معمولی مزدور کی طرح امام عالی مقام محنت ومزدوری سے آزوقہ حاصل کرنے کو انسانی شرف سمجھتے تھے۔ آپ کی صحبت میں ہر قوم اور ہر نسل اور ہر طبقہ کے لوگ ہوتے تھے جو اپنے روحانی رہنما کے ارشادات اور سیرت سے سبق حاصل کرتے تھے۔ آپ کی سیرت کا سب سے بڑا مشن اسلامی کردار کی تعمیر تھا۔ کبھی آپ کو اس بات کی پروانہ ہوئی کہ آپ کے ساتھیوں اور عقیدتمندوں میں اضافہ ہو رہا ہے یا کمی۔ آپ کی کوشش صرف یہ تھی کہ مسلمان نام کے نہ ہوں بلکہ کام کے ہوں اور صحیح سطح پر اسلام کے فلسفہ کو سمجھیں آپ کے نزدیک وہ چند پکّے اور سچے مسلمان جو خدا اور اس کے دین کی اصلی معرفت رکھتے ہوں اُن لاکھوں افراد سے افضل ہیں جن کی زندگی اسلامی شعائر اور انسانی اخلاق کی قدروں کے منافی ہو۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کی ولادت ۱۷ ربیع الاول ۸۳ ہجری کو جمعہ کے دن مدینہ میں ہوئی تھی۔ آپ آلِ محمدؐ میں چھٹے امام ہیں اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کے بڑے صاحبزادے، سید الشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام کے پر پوتے اور امام زین العابدین علیہ السلام کے پوتے ہیں۔ آپ کی والدہ مشہور مفسر وفقیہہ قاسم بن محمد بن ابی بکر کی بیٹی فاطمہ اُم فروہ تھیں۔ آپ کے لقب صادق، صابر، فاضل اور طاہر تھے اور کنیت ابو اسمٰعیل اور ابوموسیٰ تھی۔ آپ اپنے زمانہ میں اپنے آباء طاہرین کی سچی تصویر تھے۔ بڑے عابد وزاہد

بااخلاق اورعلم وفضل کے عظیم ترین مرتبہ پر فائز تھے۔آپ کی ولادت کے بعدکم ازکم بارہ برس اورزیادہ سے زیادہ سولہ سال امام زین العابدین علیہ السلام زندہ رہے۔دادا کے بعدانیس برس تک آپ کے سر پرامام محمد باقر علیہ السلام کاسایۂ عاطفت باقی رہا۔اس طرح اسلام اور دیانت کی بہترین پرورش گاہ میں آپ کی ابتدائی تربیت ہوئی امامت وعصمت اور وحی والہام کے ماحول میں پلتے رہے۔

آپ کی ولادت کے وقت عبدالملک بن مروان کی حکومت تھی جس کے بعدمروان الحمار تک دس اموی خلافتوں کے دورآپ کے سامنے گذر گئے۔یہاں تک کہ ۱۳۲ ہجری میں اموی خلافتوں کا دورختم ہوا اورعباسی حکومتوں کا زمانہ شروع ہوا۔یہی وہ انتقالِ اقتدار کامحدود وقت تھا کہ جب امام جعفرصادق علیہ السلام کو زیادہ موقع ملا کہ وہ علوم ومعارف اسلام کی ترویج واشاعت کا کام انجام دے سکیں۔

آپ کی سیرت کے دورُخ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں، ایک آپ کی اسلامی زندگی اورکامل انسانی کردار، دوسرے آپ کی علمی خدمات۔آپ کی ۶۵ سالہ حیات میں یہ محدود زمانہ جس میں اموی خلافت کا دَورختم ہورہا تھا۔اور پھر سلطنت عباسیہ کا آغاز ہوکرابوالعباس سفاح کے بعدابوجعفرالمنصور کا دورِسلطنت گذررہا تھا۔آپ کی زندگی کا مطالعہ کرنے میں بڑی مدددے سکتا ہے۔

آپ کی عوامی زندگی کا اس طرح اندازہ کیا جاسکتا ہے، ابوعمرشیبانی کہتے ہیں کہ میں نے امام جعفرصادق علیہ السلام کواپنے ایک باغ میں دیکھا کہ آپ بیلچہ لئے ہوئے خود بہ نفس نفیس باغ کی ایک دیوار کو درست کررہے تھے اور پسینہ بہہ رہا تھا میں نے عرض کی کہ یہ مجھے دے دیجئے اس کام کو میں انجام دے دوں گا آپ زحمت نہ فرمائیں تو امام نے فرمایا کہ مجھے یہ بات بہت پسند ہے کہ آدمی طلبِ معیشت کی راہ میں دھوپ کی تمازت کا مزہ چکھے۔حُسام بن سالم کہتے ہیں کہ امام جعفرصادق کی عادت تھی کہ رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد روٹیوں اور درہموں کا بوجھ اپنے کاندھوں پراٹھاکرمدینہ کے حاجت مندوں میں تقسیم کرنے کے لئے نکلتے تھے۔اور ان لوگوں کو اپنے اس محسن کا اس وقت علم ہوا جب آپ اس دنیا سے رخصت ہوگئے۔عوام کا صحیح رہنما وہی شخص ہوسکتا ہے جوصرف زبان ہی سے نہیں بلکہ اپنے عمل سے بھی زندگی کی دشواریوں کا حل پیش کرسکتا ہو۔امام جعفرصادق علیہ السلام محض زبانی رہنمائی نہیں بلکہ اسلامی سیرت کا عملی نمونہ تھے۔جس طرح آپ کے ارشادات اورمواعظ وافکار، ہدایت کاسرچشمہ تھےاسی طرح آپ کے اعمال وافعال بھی ایک منارۂ رشد تھے۔

آپ کی سیرت کا دوسرا اہم رُخ یہ ہے کہ آپ نے علوم اسلامیہ کی نشرواشاعت میں جوحصہ لیا اورجس طرح اسلام کی ثقافتی سطح پرخدمت کی ہے اس کی مثال ملنا مشکل ہے یہ وہ دور تھا جب فتوحات اوربیرونی دنیا کے اتصال سے عربستان میں مختلف علوم وفنون اورطرح طرح کے نظریات داخل ہورہے تھے اوراس طرح اسلام کے خلاف ہرطرف سے ثقافتی یلغار کا سلسلہ جاری تھا اور یہ ایک ایسی جنگ تھی جس کے زہریلے اثرات اور ہلاکت آفریں نتائج سے مسلمانوں کومحفوظ رکھنا تلوار کی دھار اوراسلحہ کی طاقت سے ممکن نہ تھا۔علم وفکر کا مقابلہ عقل ودانش ہی سے کیا جاسکتا

ہے۔ نسلی تعصّب اور جہالت سے فکری اور عملی طوفان کی ناکہ بندی نہیں کی جاسکتی۔ یوں تو ائمہ اطہار نے اسلام کے علمی وثقافتی محاذ کی ہمیشہ پشت پناہی فرمائی ہے مگر حضرت امام جعفر صادقؑ نے اس کام میں جو خصوصیت حاصل کی وہ تاریخ میں ایک ممتاز مقام رکھتی ہے۔

مدینۂ منورہ میں آپ کا گھر اور مسجد نبوی ایک بڑے تحقیقاتی اور علمی مرکز کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ ایک سادہ سی یونیورسٹی تھی۔ جہاں طلبہ زمین اور ٹوٹی ہوئی چٹائیوں پر بیٹھ کر علوم ومعارف کی تحصیل کیا کرتے تھے۔ اس جامعۂ علمیہ کے چار ہزار طلبہ کے نام آج تک تاریخ کے صفحوں پر محفوظ ہیں۔ اس یونیورسٹی کے سربراہ حضرت امام جعفر صادقؑ تھے۔ مورّخوں کا بیان ہے کہ آپ سے تعلیم حاصل کرنے کے لئے علم وتحقیق کے پیاسے انسانوں نے مدینہ کا رخ کیا اور تحصیل معارف کے بعد اس دولت کو لاکھوں انسانوں تک پہنچا دیا اور اس طرح سے اسلامی علوم وفنون کی صدا سے ساری دنیا گونج اٹھی۔

اسلام کے عظیم المرتبت محدّثین، فقہاء اور ائمہ حدیث وتفسیر کو آپ کی شاگردی کا فخر حاصل تھا۔ یحییٰ بن سعید انصاری، یحییٰ القطّان، شُعبہ، سفیان بن عیینہ، ایوب سجستانی، سفیان ثوری، ابن جریح، مالک ابن انس، ابوحنیفہ جیسے مشاہیر نے آپ سے درس لیا ہے حضرت ابوحنیفہ کا قول مشہور ہے: لَوْ لَا السَّنَتَانِ لَهَلَکَ النُّعْمَانُ'' اگر وہ دو سال نہ ہوتے جو امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس گذرے تھے تو نعمان (ابوحنیفہ) ہلاک ہو جاتا۔

(تذکرۃ الحفاظ تحفہ اثناعشریہ صفحہ ۸۵)

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں:

''علماء نے امام جعفر صادقؑ سے اس قدر علوم حاصل کئے ہیں جس کی کوئی حد نہیں۔''

علامہ ذہبی نے حضرت ابوحنیفہؒ کی رائے نقل کی ہے کہ: میں نے امام جعفر صادقؑ سے بڑھ کر علم دین کا عالم کسی کو نہ پایا۔

امام مالکؒ بن انس نے آپ کی علمی فضیلت کا ان الفاظ میں اعتراف کیا ہے:

میری آنکھوں نے علم وفضل وتقویٰ میں حضرت امام جعفر صادقؑ بن محمدؑ سے بہتر کسی کو نہیں دیکھا۔

علامہ شیخ کمال الدین محمد بن طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں اس کا اقرار اس طرح فرمایا ہے:

امام جعفر صادقؑ اہلبیتؑ رسولؐ اور سادات کی عظیم ترین ہستی ہیں۔ آپ مختلف علوم سے معمور تھے اور آپ ہی سے قرآنِ کریم کے معانی کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

شاگردوں میں امام الکیمیا جابر بن حیان کوفی تھے جنہوں نے امام جعفر صادق سے علم کیمیا حاصل کرکے اس فن پر کتابیں لکھیں جنہیں ایشیا اور یورپ میں بڑی شہرت حاصل ہوئی۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلامک ہسٹری میں ہے:

استاد اعظم جابر بن حیان کوفہ میں پیدا ہوا۔ خیالات میں صوفی تھا اور یمن کا رہنے والا تھا۔ اوائل عمر میں طبیعات کی تعلیم اچھی طرح حاصل کی اور امام جعفر صادقؑ ابن امام محمد باقرؑ کے فیض صحبت سے خود امام الکیمیا ہوگیا۔ ان ہی جابر بن حیّان نے ایک ضخیم کتاب لکھی ہے۔ جس میں امام جعفر صادقؑ کے پانچ سو رسالوں کو جمع کیا تھا۔ آپ کے شاگردوں کی

تصانیف کے علاوہ خود امام کی تصانیف، کیمیا، فقہ، حدیث، فلسفہ، طبیعیّات، ہیئت، منطق، طبّ، تشریح الاجسام، افعال الاعضاء، مابعدالطبیعیّات وغیرہ پر آپ کی تصانیف کثرت سے پائی جاتی ہیں۔ آپ کی ایک مشہور کتاب اہلیجیّہ بھی ہے۔ جس میں آپ نے الٰہیات اور مابعدالطبیعیات پر بحث کی ہے۔ اور دہریّت ومادّیت کے بطلان پر ایسے اصول ذکر کئے ہیں جن کو مانے بغیر کوئی چارہ ممکن نہیں۔

امام جعفر صادقؑ فرمایا کرتے تھے، ''ہمیں آئندہ اور گذشتہ کا علم اور ملائکہ کی باتیں سننے کی طاقت دی گئی ہے۔ آپ جفر وجامعہ، جفر احمر وجفر ابیض اور مصحف فاطمہؑ کے بھی مالک تھے۔ مدینہ سے کچھ عرصہ کے لئے آپ کو خلیفۂ وقت کی جانب سے عراق بلایا گیا تھا۔ اس زمانہ میں مسجد کوفہ آپ کے علمی فیضان کا عظیم مرکز بن گئی تھی جہاں ہزارہا علماء آپ سے درس لینے کے لئے حاضر رہتے تھے۔

حضرت امام جعفر صادق نے کبھی امارت وریاست اور حکومت کی خواہش نہ کی بلکہ آپ ہنگامۂ اقتدار سے دور رہ کر ہمیشہ ترویج علوم ومعارف اور عبادت الٰہی میں مشغول رہنے کے عادی تھے اور لوگوں کی روحانی اصلاح کرنا اپنا فریضۂ زندگی سمجھتے تھے۔

امام جعفر صادقؑ کا دور اسلام کی تاریخ میں علم وادب کا دور تھا۔ آپ نے علوم کی جو سرپرستی فرمائی ہے وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔ مذہب ہو یا فلسفہ، سائنسی مسائل ہوں، ملکی قوانین۔ آپ نے ہر شعبۂ زندگی کے لئے جامع اصول بیان فرمائے ہیں جو سالکانِ راہ حق اور رہروانِ جادۂ علم ومعرفت کے لئے منارۂ ہدایت ہیں۔

ایک شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کے کاموں کی بنیاد کن باتوں پر ہے۔ آپ نے جواب دیا چار چیزوں پر۔

پہلے یہ کہ میرا کام کوئی دوسرا نہ کرے گا اس لئے میں اپنا کام خود کرتا ہوں۔

دوسرے مجھے اس کا علم ہے کہ اللہ میری حالت سے واقف ہے اس لئے حیا اور خوف سے کام لیتا ہوں۔

تیسرے مجھے یقین ہے کہ میرا رزق کوئی دوسرا نہیں کھا سکتا اس لئے مجھے اطمینان ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ مجھے یقین ہے کہ میرا انجام موت ہے اس لئے اس کے لئے آمادہ رہتا ہوں۔

آپ کی احادیث کے متعلق ابوحاتم نے کہا ہے کہ امام جعفر صادقؑ ایسے ثقہ اور متقی ہیں کہ آپ کی روایت کے متعلق کوئی نقد وجرح نہیں ہوسکتی اور اسی صدق گفتاری اور راست کرداری کی وجہ سے آپ کو صادق کا لقب دیا گیا۔

(صحیح یہ ہے کہ یہ لقب رسولؐ اللہ نے دیا تھا۔ رضی)

وَفِیَاتُ الْاَعْیَان ابنِ خلِکّان میں ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سادات اہلبیتؑ رسولؐ میں سے تھے صدق گفتار کی وجہ سے ان کا لقب ''صادق'' ہوا، ان کا فضل محتاج بیان نہیں ہے۔ حِلیۃ الاولیاء میں آپ کے متعلق عمرو بن المِقدام سے روایت ہے کہ جب میں حضرت امام جعفر صادق کو دیکھتا تھا تو میرا دل گواہی دیتا تھا کہ یہ شخص اولادِ انبیاء سے ہے۔

خلیفہ ابوجعفر منصور نے ایک مرتبہ اپنے وزیر کو حکم دیا کہ امام جعفر صادقؑ کو بلاؤ، میں انھیں قتل کراؤں گا۔ اس نے مجبوراً حکم سلطانی کی تعمیل کی اور فرزند رسولؐ کو دربار منصور میں لایا

گیا۔ خلیفہ نے اپنے غلاموں کو ہدایت کی تھی کہ جب وہ میرے دربار میں آجائیں اور میں اپنے سر سے تاج اتاروں بس اسی وقت تم انھیں قتل کردینا۔ مگر جیسے ہی امام جعفر صادقؑ دربار میں پہنچے تو بادشاہ سب کچھ بھول گیا اور بے اختیار ان کی تعظیم وتکریم کے لئے کھڑا ہوگیا۔ اور بڑی گرم جوشی سے آپ کا استقبال کیا اور انتہائی ادب کے ساتھ عرض کرنے لگا: یا بن رسول اللہ اگر میرے لائق کوئی خدمت ہو تو ضرور مجھے بجالانے کا موقع دیجئے۔ حضرت امامؑ نے فرمایا: بس تیری خدمت صرف یہ ہے کہ آئندہ مجھے دربار میں آنے کی تکلیف نہ دے۔ منصور نے امام علیہ السلام کو احترام کے ساتھ رخصت کیا اس وقت وہ خوف سے لرز رہا تھا۔ (شواہد النبوۃ ملّا جامی)

امام جعفر صادقؑ کی نصیحتیں بے شمار ہیں جن کو بیان کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ آپ فرمایا کرتے تھے: نیکی کا کمال یہ ہے کہ اس میں جلدی کرو، اسے کم سمجھو اور چھپا کے کرو۔ توبہ میں تاخیر نفس کا دھوکا ہے، شیطان کے غلبہ سے بچنے کے لئے لوگوں پر احسان کرو، بخشش سے روکنا خدا سے بدظنی ہے، دنیا میں لوگ باپ اور دادا کے ذریعہ سے متعارف ہوا کرتے ہیں مگر آخرت میں اعمال کے ذریعہ پہچانے جائیں گے، انسان کے بال بچّے اس کے اسیر اور قیدی ہیں، نعمت کی وسعت پر انھیں وسعت دینا چاہئے ورنہ زوالِ نعمت کا اندیشہ ہے۔ مومن وہ ہے جو غصہ میں راہ حق سے نہ ہٹے، جو خدا کی نعمت پر قناعت کرے گا وہ مستغنی رہے گا، جو دوسروں کی دولت پر حرص کرے گا وہ ہمیشہ فقیر رہے گا، جو کسی کو بے پردہ کرنے کی سعی کرے گا وہ خود برہنہ ہوجائے گا، اچھوں سے ملو بُروں کے قریب نہ جاؤ کیونکہ وہ ایسے پتھر ہیں جن میں جونک نہیں لگتی، جب روزی ملے تو شکر کرو، جب روزی تنگ ہو تو استغفار کرو تاکہ روزی کے دروازے کُھل جائیں۔

علامہ شیخ مفید نے کتاب الارشاد میں تحریر کیا ہے کہ امام جعفر صادقؑ کی اولاد میں دس لڑکیاں اور لڑکے تھے جن میں امام موسیٰ کاظمؑ آپ کے جانشین ہوئے آپ کی وفات مدینہ منورہ میں خلیفہ منصور عباسی کے عہد خلافت وسلطنت میں زہر سے واقع ہوئی اور جنت البقیع میں آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ کی وفات پر ابوہریرہ العجلّی نے ایک دردناک مرثیہ کہا تھا، جس میں وہ بیان کرتے ہیں۔ لوگ آپ کے جنازے کو اپنے کاندھوں پر لئے جارہے تھے اور میں کہہ رہا تھا: ''کیا یہ لوگ جانتے بھی ہیں کہ یہ کسے اٹھائے ہوئے ہیں۔ یہ عرش کا ایک تارا ہے جو زمین کی تاریکیاں دور کرنے کے لئے آگیا تھا اور اب واپس جارہا ہے۔ لوگوں نے آپ کی قبر میں مٹی ڈالی حالانکہ اچھا ہوتا کہ یہ خاک تمام لوگ اپنے سروں پر ڈالتے اور اپنی بدقسمتی کی وجہ سے اپنے منہ پر طمانچے مارتے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام کے دو شعر بہت مشہور ہیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

وفا اور محبت سے لوگوں کے دل خالی ہوچکے ہیں اور اب وہ انس ومحبت کو بھول کر اپنی خواہشات اور آرزوؤں کی دنیا کے لئے باہمی جنگ وجدال میں مصروف ہیں اور پھر ایک دوسرے سے ملنے میں ان کی زبانیں وفا اور محبت کے نغمے بھی سناتی ہیں مگر ان کے دل نفرت وعداوت کے بچھوؤں سے بھرے ہوئے ہیں۔

۞۞۞